خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

منگل | 21-جولائی 1998ء

روزنامہ **الفضل** ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

منگل 21 جولائی 1998ء 26 ربیع الاول 1419 ہجری 21 وفا 1377 ہش | جلد 48-83 نمبر 156

امانت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کی امانت ہو اسے ادا کرو اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کر۔

(سنن ترمذی کتاب البیوع)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی ☆ عہدوں کی حتیٰ الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضا ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضا ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع ☆☆ سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق العباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے چنانچہ لباس التقوی قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے۔ یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 ص 210-209)

☆ ایمانی عہدوں سے مراد وہ عہد ہیں جو انسان بیعت اور ایمان لانے کے وقت ان کا اقرار کرتا ہے۔ (حاشیہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

☆☆ جگہیں

امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرنا ضروری ہے

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

مومن اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ یعنی جو امانت اس کے پاس رکھوائی جائے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جو عہد کرتے ہیں خواہ وہ کسی کافر یا دشمن سے ہی کیوں نہ ہو اسے پورا کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ امانت اور دیانت کے اصول پر اتنی سختی سے عمل کرتے تھے کہ تاریخوں میں لکھا ہے جن دنوں اسلامی افواج نے خیبر کا محاصرہ کیا ہوا تھا ایک یہودی رئیس کا گلہ بان جو اس کی بکریاں چرایا کرتا تھا مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے کہا یا رسولؐ اللہ! میں اب ان لوگوں میں تو نہیں جا سکتا۔ لیکن میرے پاس اپنے یہودی آقا کی جو بکریاں ہیں ان کے متعلق حضور کا کیا ارشاد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بکریوں کا منہ یہودی قلعہ کی طرف کر دو اور ان کو ادھر دھکیل دو۔ اللہ تعالیٰ خود انہیں ان کے مالک کے پاس پہنچا دے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور بکریاں قلعہ کے پاس چلی گئیں۔ جہاں سے قلعہ والوں نے ان کو اندر داخل کر لیا (سیرۃ الحلبیہ جلد 3 ص 45) اس واقعہ پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول کریم ﷺ امانت کی ادائیگی کا کتنا احساس رکھتے تھے اور کس طرح جنگ کے دوران میں بھی دشمن قوم کے اموال پر بے جا قبضہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ موجودہ زمانہ انتہائی ترقی یافتہ دور کہلاتا ہے۔ مگر آج کل بھی کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ جنگ کے دوران میں دشمن اقوام کے جانور ہاتھ آ گئے ہوں تو ان کو دشمن کی فوج کی طرف واپس کر دیا گیا ہو۔ لڑنے والوں کے اموال آج کل جنگ میں حلال سمجھے جاتے ہیں اور لوٹ گھسوٹ ایک روزمرہ کا کھیل سمجھا جاتا ہے مگر باوجود اس کے وہ بکریاں ایک ایسے شخص کی تھیں جو اسلامی افواج کے مقابلہ میں برسرپیکار تھا اور باوجود اس کے کہ ان بکریوں کے قلعہ میں واپس چلے جانے کا یہ نتیجہ نکلتا تھا کہ مہینوں تک انہیں اپنی غذا کا سامان مہیا ہو جاتا اور لڑائی لمبی ہو جاتی۔ پھر بھی رسول کریم ﷺ نے یہ برداشت نہ کیا کہ امانت میں خیانت ہو۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا۔ بکریوں کا منہ قلعہ کی طرف کر دو اور انہیں اس طرف کو ہانک دو تاکہ امانت میں خیانت واقع نہ ہو۔ اس طرح رسول کریم ﷺ نے اسے مسلمان ہوتے ہی پہلا سبق یہ دیا کہ جب کوئی امانت تمہارے پاس رکھ دی جائے تو تمہارا فرض ہے کہ انتہائی مشکلات میں بھی اس کی حفاظت کرو اور جس کی چیز ہے اسے واپس پہنچاؤ۔ صحابہؓ نے رسول کریم ﷺ سے یہ سبق سیکھا اور انہوں نے بھی اس پر ایسی سختی سے عمل کیا۔ جس کی نظیر آج تہذیب و شائستگی کی دعویدار اقوام میں بھی کہیں نظر نہیں آ سکتی۔

(تفسیر کبیر جلد ششم ص 132-131)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں سپیشلسٹ ڈاکٹر صاحبان کی آمد

○ مورخہ 26-جولائی 1998ء بروز اتوار

1- مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب- ماہر امراض قلب

2- مکرم ڈاکٹر ولی محمد ساغر صاحب- سرجیکل سپیشلسٹ

3- مکرم ڈاکٹر جاوید منان صاحب- ماہر امراض ہڈی و جوڑ-

4- مکرم ڈاکٹر حامد محمود صاحب- ڈینٹل سرجن

مریضوں سے درخواست ہے کہ ہسپتال کے آؤٹ ڈور سے قبل از وقت پرچی اور وقت حاصل کر لیں۔

مکرم ڈاکٹر ولی محمد ساغر صاحب سرجیکل سپیشلسٹ اور مکرم ڈاکٹر حامد محمود صاحب ڈینٹل سرجن ہر اتوار کو مریضوں کا معائنہ اور علاج کیا کریں گے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

درخواست دعا

○ حضرت سیدہ چھوٹی آپا مریم صدیقہ صاحبہ کے چھوٹے بھائی اور محترم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر کے ماموں محترم سید امین احمد صاحب آف کراچی ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب شدید بیمار ہیں۔ بے ہوشی کی کیفیت ہے اور کراچی کے ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب کرام کی خدمت میں ان کی شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خدمت دین کا سنہری موقعہ

○ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے۔ فرمایا:-

"عزیزو یہ خدمت دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائیں گی"

اکناف عالم میں خدمت انسانیت کے پروگرام یعنی تحریک جدید کے لئے اپنا وقت اور مال پیش کر کے ان بشارتوں سے مستفیض ہونے کی سعی فرمائیے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2-50 روپے

21 وفا 1377 ہش — 21 جولائی 1998ء

شجرکاری کا موسم پھر آگیا ہے

وہ جگہ جہاں آج ربوہ آباد ہے پچاس سال قبل ایک سنسان صحرائی علاقہ کا منظر پیش کرتی تھی۔ یہاں گھاس کی ایک پتی بھی نہ تھی اور جنگلی جانوروں کے خطرہ کی وجہ سے لوگ یہاں سے گزرتے ہوئے خوف محسوس کرتے تھے۔

آج خدا کے فضل سے یہ علاقہ گل و گلزار بن چکا ہے انسانی آبادی کے ساتھ ساتھ درختوں اور پودوں کی بہار ہے ہر قسم کے پھلدار' پھولدار' سایہ دار درخت اور بیلیں چاروں طرف اپنا حسن دکھا رہی ہیں۔ لیکن ابھی اس حسن میں مزید رنگ بھرنے کی ضرورت ہے۔

ابھی پودے لگانے اور اس سرزمین کو شاداب بنانے کے لئے بہت وسیع گنجائش ہے۔ بہت سے گھر ابھی پودوں سے خالی ہیں۔ بہت سی سڑکیں ابھی سائے سے محروم ہیں اور بہت سی خالی جگہیں درخت لگانے والوں کی منتظر ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں گلشن احمد نرسری کا خوبصورت انتظام موجود ہے۔ جہاں سے ہر قسم کے پودے دستیاب ہیں اور اسی سلسلہ میں بعض دیگر ضروری سہولیات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

اب پھر شجرکاری کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ اس لئے احباب کو یہ یاددہانی کرانا مقصود ہے کہ اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ اور انفرادی اور اجتماعی پروگراموں کے ذریعہ اس بابرکت کام میں ضرور حصہ لیں۔

ربوہ محض ایک شہر نہیں ایک باوقار اور عالمگیر جماعت کا مرکز بھی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں روحانی حسن عطا کیا ہے اسی کا پرتو ہمارے ماحول میں بھی نظر آنا چاہئے۔ وہ سکون اور اطمینان قلب جو ہمارے مولا نے ہمارے دلوں اور سینوں میں ودیعت کیا ہے اس کی جھلکیاں سبزہ زاروں کی شکل میں ظاہر ہونی چاہئیں۔ جس طرح ہمارا دین ہر آلودگی سے پاک اور ہر عیب سے مبّرا ہے اسی لئے ہمارے ظاہری ماحول کو بھی گندگی اور آلودگی سے بے عیب ہونا چاہئے۔

شجرکاری کے سائنسی فوائد تو مسلّمہ اور عالمی ہیں۔ درجہ حرارت میں کمی' تازہ آکسیجن کی فراہمی اور ماحول کی پاکیزگی اس کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

مگر ہمارے دین اور نظام نے تو اس کو ثواب کا موجب بھی قرار دیا ہے اس لئے ہر پہلو سے یہ نفع مند سودا ہے۔

پس ایک تنظیم کے تابع شجرکاری کی جائے مگر اس عزم کے ساتھ کہ ان پودوں کی آبیاری اور دیکھ بھال بھی کی جائے گی۔ اور حتی الامکان کسی پودے کو ضائع نہیں ہونے دیا جائے گا۔

چند سال قبل حضور کی تحریک پر ربوہ میں کثرت سے پھلدار پودے لگائے گئے تھے اور اس کا بڑا فائدہ ہوا اس تحریک میں مزید حصہ لے کر برکتیں حاصل کرنے کا نادر موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔

محمود مجیب اصغر

صحابہ کے اخلاص اور قربانیوں کے تذکرے

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے آپ کے والد زید بن عمرو اور حضرت عمر کے والد خطاب بن نفیل آپس میں چچازاد بھائی تھے۔

حضرت سعید بن زید اور آپ کی بیوی حضرت فاطمہ بنت الخطاب (حضرت عمر کی بہن) بہت جلد مسلمان ہو گئے۔ حضرت سعید بن زید کے والد زید بن عمرو زمانہ جاہلیت میں بھی توحید پرست تھے اور دین ابراہیم پر قائم تھے اور آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کے خاص تعلقات تھے لیکن آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

حضرت سعید بن زید پر غالباً ان کے اپنے باپ کا ہی اثر تھا کہ بالکل ابتداء میں ہی وہ ایمان لے آئے اور ان کی بیوی حضرت فاطمہ بنت الخطاب بھی ایمان لے آئیں۔

عمر بن الخطاب اوائل میں معاندین اسلام میں سے تھے آنحضرت ﷺ کی تبلیغ سے جب مکہ میں لوگ ایمان لانے لگے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور تلوار لے کر آنحضرت ﷺ کی قیامگاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہیں کوئی واقف کار ملا جس نے پوچھا کہ عمر اتنے جوش میں تلوار ننگی لئے کہاں جا رہے ہو؟ عمر نے بتایا کہ وہ یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ مکہ میں آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کامیاب ہو اس لئے وہ بانی اسلام کا ہی کام تمام کرنے جا رہے ہیں۔ اس وقت تک عمر کو اپنی بہن اور بہنوئی کے اسلام لاچکنے کا علم نہیں تھا۔ اس شخص کو علم تھا۔ اس نے کہا کہ پہلے اپنے بہنوئی اور بہن کو تو سنبھالو جنہوں نے تمہارے خاندان میں سے محمدؐ رسول اللہ کو قبول کر لیا ہے۔ طیش میں آکر عمر اپنی بہن کے گھر کی طرف لپکے اور باہر سے قرآن مجید پڑھنے کی آواز سنی۔ وہ خود تحقیق کرنا چاہتے تھے کہ کیا واقعی ان کی بہن (فاطمہ بنت الخطاب) اور بہنوئی (حضرت سعید بن زید) مسلمان ہو چکے ہیں قرآن مجید پڑھنے کی آواز سن کر عمر کا غصہ اور بھی بڑھ گیا حضرت خباب بن الارت دراصل قرآن پڑھ کر سنا رہے تھے انہوں نے عمر کی آواز سنی تو کہیں چھپ گئے۔ عمر نے اندر آتے ہی قیامت برپا کر دی للکار کر کہا "میں نے سنا ہے تم اپنے دین سے پھر گئے ہو" یہ کہہ کر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید سے غصے میں لپٹ گئے حضرت سعید بن زید کی بیوی حضرت فاطمہ بنت الخطاب اپنے خاوند کو بچانے آگے بڑھیں تو وہ بھی زخمی ہو گئیں مگر انہوں نے دلیری سے کہا ہاں عمر! میں اور میرا خاوند سعید مسلمان ہو چکے ہیں اور تم سے جو ہو سکتا ہے کر گزرو۔ ہم اسلام نہیں چھوڑ سکتے" حضرت عمرؓ اپنی بہن اور بہنوئی کو زخمی حالت میں دیکھ کر اور اس استقامت کو دیکھ کر اپنے آپ میں کھو گئے اور دم بخود ہو گئے ان کے دل پر ایک خاص اثر ہوا۔ انہوں نے فرمائش کی کہ جو کلام پڑھا جا رہا تھا وہ انہیں بھی سنایا جائے۔ حضرت عمر پڑھے لکھے انسان تھے قرآن مجید کے جن اوراق کی تلاوت ہو رہی تھی وہ سورۃ طٰہٰ کی ابتدائی آیات تھیں حضرت عمرؓ نے خدا کا کلام پڑھا اور قرآن کریم کی عظمت کے آگے حضرت عمرؓ جیسا پہاڑ نما انسان خشیت الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا انہیں یقین ہو گیا کہ یہ کلام خدا کا بنایا ہوا کلام ہے جو محمدؐ رسول اللہ پر اترا ہے اس کے بعد وہ جلد آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور بیعت کر لی مکہ کی فضاء میں یہ بہت بڑا انقلاب تھا جس میں آپ کے بہنوئی حضرت سعید بن زید اور آپ کی بہن حضرت فاطمہ بنت الخطاب کے ایثار اور قربانی کا بھی دخل تھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد گو مسلمانوں کو تقویت پہنچی لیکن قریش مزید مظالم ڈھانے لگے تمام مسلمانوں کے ساتھ حضرت سعید بن زید بھی ان مصائب و آلام کو صبر سے برداشت کرتے رہے حتیٰ کہ مدینہ ہجرت کر گئے۔

مدینہ ہجرت کے بعد حضرت سعید بن زید کو تمام غزوات النبیؐ میں شمولیت کرنے اور کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی سعادت نصیب ہوئی غزوہ بدر سے پہلے قریش کے تجارتی قافلے کے لئے آنحضرت ﷺ نے آپ کو اور حضرت زبیرؓ کو بھیجا ۔ آپ آنحضرت ﷺ کے خاص معتمدین میں شامل تھے اس دوران جنگ بدر ہوئی۔ جنگ احد میں آپ بھی ان خاص صحابہؓ میں شامل تھے جنہوں نے مشکل وقت میں آنحضرت ﷺ کی حفاظت کی نہایت ایثار اور قربانی کا نمونہ دکھاتے ہوئے آپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے تحت زندگی کے دن گزارے۔

حضرت سعیدؓ بن زید سے کئی احادیث مروی ہیں حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں آپ فوت ہوئے۔

محمد سجاد اقبال

حضور نے پھل کھلائے.....

○ اندازاً ڈیڑھ دو سال پہلے حضور کی طرف سے ربوہ کے متعلق ہدایت موصول ہوئی کہ ہر گھر میں تین پھلدار درخت لگانے چاہئیں چنانچہ اسی سلسلہ میں ہمارے محلّہ نے بھی ذوق و شوق سے پھل دار پودے حاصل کئے اور اہل محلّہ میں تقسیم کئے گئے چنانچہ میں نے بھی چار پودے حاصل کئے ہمارے گھر اور پہاڑی کا فاصلہ چند فٹ ہی ہے لہٰذا یہ گمان تھا کہ چونکہ کانٹے دار کیکر کی خاص کر ہمارے محلے باب الابواب میں تو بہت کثرت ہے اور ان کی جڑیں زمین میں بہت گہری پھیلی ہوئی ہیں اس لئے پھلدار پودے مشکل ہی سے پھل دیں گے اور پچھلا تجربہ یہی تھا کہ بہت کوشش کے باوجود کوئی درخت پروان نہیں چڑھتا سوائے سبزہ وغیرہ کے چنانچہ ان سب وجوہات کے باوجود خلیفہ وقت کی ہدایت کی تعمیل کی اور دعا کر کے بھل (مٹی) حاصل کی اور گڑھے کھود کر اس میں ڈال دی اور امی کے ہاتھ سے پودے لگوا دیئے آم تو زیادہ دیر نہ چل سکا مگر امرود تو بڑھتے ہی رہے اور آج دونوں امرود کے پودوں پر پھل لگا ہوا ہے جب ہم نے پکا ہوا ایک امرود کھایا تو یقین کیجئے کہ اتنا مزہ آیا کہ ذائقے میں اتنا میٹھا ہے کہ بازار میں سب سے زیادہ قیمت والا پھل بھی کھایا ہے مگر اس کا ذائقہ ہی کچھ جدا تھا بے اختیار دل سے نکلا کہ حضور کے لگوائے ہوئے پھل بہت مزے کے ہیں۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نومبائعین کیلئے حضرت مسیح موعود کی پاکیزہ نصائح

یوم توبہ بہت مبارک دن ہے:- 28- اگست 1904 بوقت 7 بجے صبح بمقام لاہور فرمایا:-

"وہ دن جب انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے بہت ہی مبارک دن ہے اور سب ایام سے افضل ہے کیونکہ وہ اس دن نئی زندگی پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قریب کیا جاتا ہے اور اس لحاظ سے یہ دن (جس میں تم میں سے بہتوں نے اقرار کیا ہے کہ میں آج اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے گناہوں سے بچتا رہوں گا) یوم توبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق میں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص کے جس نے سچے دل سے توبہ کی ہے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے...... گویا کہہ سکتے ہیں کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ مگر ہاں میں پھر کہتا ہوں کہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ حقیقی پاکیزگی اور سچی طہارت کی طرف قدم بڑھایا جاوے اور یہ توبہ نری لفظی توبہ ہی نہ ہو بلکہ عمل کے نیچے آجاوے۔ یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ کسی کے گناہ بخش دیئے جاویں۔ بلکہ ایک عظیم الشان امر ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 116)

سچی بیعت سے توبہ پر استقامت ملتی ہے:- حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ جو توبہ انسان خدا کے مامور کے ہاتھ پر کرتا ہے اس توبہ کو استقامت ملتی ہے۔ آپ نے 29- ستمبر 1903ء دربار شام میں فرمایا:-

"بیعت کرتے وقت یہ فیصلہ کر لینا چاہئے کہ بیعت کی کیا غرض ہے اور اس سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ اگر محض دنیا کی خاطر ہے تو بے فائدہ ہے لیکن اگر دین کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو ایسی بیعت مبارک اور اپنی اصل غرض اور مقصد کو ساتھ رکھنے والی ہے جس سے ان فوائد اور منافع کی پوری امید کی جاتی ہے جو سچی بیعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسی بیعت سے انسان کو دو بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور حقیقی توبہ انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور اس سے پاکیزگی اور طہارت کی توفیق ملتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ (-) یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور نیز ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو گناہوں کی کشش سے پاک ہونے والے ہیں...... دوسرا فائدہ اس توبہ سے یہ ہے کہ اس توبہ میں ایک قوت و استحکام ہوتا ہے جو مامور من اللہ کے ہاتھ پر سچے دل سے کی جاتی ہے۔ انسان جب خود توبہ کرتا ہے تو وہ اکثر ٹوٹ جاتی ہے۔ بار بار توبہ کرتا اور بار بار توڑتا ہے مگر مامور من اللہ کے ہاتھ پر جو توبہ کی جاتی ہے جب وہ سچے دل سے کرے گا تو چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے موافق ہوگی وہ خدا خود اسے قوت دے گا اور آسمان سے ایک طاقت ایسی دی جاوے گی جس سے وہ اس پر قائم رہ سکے گا۔ اپنی توبہ اور مامور کے ہاتھ پر توبہ کرنے میں یہی فرق ہے کہ پہلی کمزور ہوتی ہے اور دوسری مستحکم۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 433)

بیعت پر استقامت کی ایک درخشندہ مثال:- حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں نے عظیم الشان اور بے نظیر استقامت کے نمونے دکھائے اور عہد بیعت پر قائم رہے مخالفین کی طرف سے پہنچنے والی ایذا کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اقرار بیعت سے سرمو انحراف نہ کیا۔ بیعت پر استقامت کی ایسی ہی ایک درخشندہ مثال حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید...... کا بے مثال نمونہ ہے آپ کو احمدیت قبول کرنے کی پاداش میں سنگسار کر دیا گیا آپ نے جان قربان کر دی لیکن عہد بیعت پر استقامت سے قائم رہے۔

حضرت مسیح موعود نے ایسے لوگوں کا ذکر فرماتے ہوئے جو دور بیٹھے بیعت کر لیتے ہیں اور قادیان آ نہیں سکتے لیکن بیعت کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ حضرت اقدس نے 3- مارچ 1908ء کو قبل از نماز عصر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید...... کا بہت محبت سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہزاروں آدمی ہیں کہ ان بیچاروں کو دنیوی مشکلات کی وجہ سے استطاعت نہ ہونے کے باعث قادیان میں آنا دشوار ہے اور انہوں نے بذریعہ خطوط ہی بیعت کی ہوئی ہے۔ بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے روبرو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی اصل غرض اور غایت کو نہ سمجھا یا پروانہ کی تو اس کی بیعت بے فائدہ ہے اور اس کی خدا کے سامنے کچھ حقیقت نہیں۔ مگر دوسرا شخص ہزار کوس سے بیٹھا بیٹھا صدق دل سے بیعت کی حقیقت اور غرض اور وغایت کو مان کر بیعت کرتا ہے اور پھر اس اقرار کے اوپر کاربند ہو کر اپنی عملی اصلاح کرتا ہے وہ اس روبرو بیعت کرکے بیعت کی حقیقت پر نہ چلنے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ دیکھو مولوی عبداللطیف صاحب شہید اسی بیعت کی وجہ سے پتھروں سے مارے گئے ایک گھنٹہ تک برابر ان پر پتھر برسائے گئے حتی کہ ان کا جسم پتھروں میں چھپ گیا مگر انہوں نے اف تک نہ کی۔ ایک چیخ تک نہ ماری بلکہ ان کو اس ظالمانہ کارروائی سے پیشتر تین بار خود امیر نے اس امر سے توبہ کرنے کے واسطے کہا اور وعدہ کیا کہ اگر تم توبہ کرو تو معاف کر دیا جاوے گا اور پیشتر سے زیادہ عزت اور عہدہ عطا کیا جاوے گا مگر وہ تھا کہ خدا کو مقدم کیا اور کسی دکھ کی جو خدا کے واسطے ان پر آنے والا تھا پروانہ کی اور ثابت قدم رہ کر ایک نہایت عمدہ زندہ نمونہ اپنے کامل ایمان کا چھوڑ گئے۔ وہ بڑے فاضل، عالم اور محدث تھے۔ سنا ہے کہ جب ان کو پکڑ کر لے جانے لگے تو ان سے کہا گیا کہ اپنے بال بچوں سے مل لو ان کو دیکھ لو مگر انہوں نے کہا کہ اب کچھ ضرورت نہیں یہ ہے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 457)

بیعت کی توفیق ملنا خدا کا احسان ہے:- جو شخص بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اسے خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ خدا نے اسے بیعت کرنے کی توفیق دی۔ حضرت مسیح موعود...... نے 20- دسمبر 1903ء بوقت ظہر فرمایا:-

"اگر کوئی شخص بیعت کرکے یہ خیال کرتا ہے کہ ہم پر احسان کرتا ہے تو یاد رکھے کہ ہم پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس نے یہ موقعہ اسے نصیب کیا۔ سب لوگ ایک ہلاکت کے کنارے پر پہنچے ہوئے تھے۔ دین کا نام و نشان نہ تھا اور تباہ ہو رہے تھے خدا نے اس کی دستگیری کی (کہ یہ سلسلہ قائم کیا) اب جو اس مائدہ سے محروم رہتا ہے وہ بے نصیب ہے لیکن جو اس کی طرف آوے۔ اسے چاہئے کہ اپنی پوری کوشش کے بعد دعا سے کام لیوے۔ جو شخص اس خیال سے آتا ہے کہ آزمائش کرے کہ فلاں سچا ہے یا جھوٹا وہ ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ آدم سے لے کر اس وقت تک کوئی ایسی نظیر نہ پیش کر سکو گے کہ فلاں شخص فلاں نبی کے پاس آزمائش کے لئے آیا اور پھر اسے ایمان نصیب ہوا ہو۔ پس چاہئے کہ خدا کے آگے رووے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر گریہ و زاری کرے کہ خدا اسے حق دکھاوے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 487)

نومبائعین کے لئے حضرت مسیح موعود کی ان نصائح میں ایک لائحہ عمل موجود ہے کہ وہ اپنی زندگیوں میں نیک اور پاک تبدیلی پیدا کریں اور سچی توبہ کریں اور بیعت کی توفیق ملنے پر خدا کا شکر ادا کریں اور صرف زبانی اقرار پر ہی نہ رہیں بلکہ سچے دل سے بیعت کے جملہ لوازم کو بجا ہونے کے لئے خدا سے مدد اور توفیق مانگیں۔

زبانی بیعت کی کچھ حقیقت نہیں

حضرت مسیح موعود نے 21- مارچ 1903ء کی ایک مجلس میں فرمایا۔

"تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اسی پر بھروسہ نہ کر لینا۔ صرف اتنی ہی بات کافی نہیں۔ زبانی اقرار سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک عملی طور سے اس اقرار کی تصدیق نہ کر کے دکھلائی جاوے۔ یوں زبانی تو بہت سے خوشامدی لوگ بھی اقرار کر لیا کرتے ہیں مگر صادق وہی ہے جو عملی رنگ سے اس اقرار کا ثبوت دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نظر انسان کے دل پر پڑتی ہے۔ پس اب سے اقرار سچا کر لو اور دل کو اس اقرار میں زبان کے ساتھ شریک کر لو کہ جب تک قبر میں جاویں ہر قسم کے گناہ سے شرک وغیرہ سے بچیں گے۔ غرض حق اللہ اور حق العباد میں کوئی کمی یا سستی نہیں کریں گے اس طرح سے خدا تعالیٰ تم کو ہر طرح کے عذابوں سے بچاوے گا اور تمہاری نصرت ہر میدان میں کرے گا۔ ظلم کو ترک کرو۔ خیانت، حق تلفی اپنا شیوہ نہ بناؤ اور سب سے بڑا گناہ جو غفلت ہے اس سے اپنے آپ کو بچاؤ"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 179)

اسی ضمن میں 26- فروری 1908ء بوقت سیر ارشاد فرمایا۔

"...... اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفائی کرنی چاہئے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کہ میں نے بیعت کر لی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک عملی طور سے کچھ کر کے نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کچھ نہیں بنا سکتی۔ یہ وقت ہے کہ سابقون میں داخل ہو جاؤ یعنی ہر نیکی کے کرنے میں سبقت لے جاؤ۔ اعمال ہی کام آتے ہیں۔ زبانی لاف و گزاف کسی کام کی نہیں۔ دیکھو حضرت فاطمہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ فاطمہ اپنی جان کا خود فکر کر لے میں تیرے کسی کام نہیں آسکتا۔ بھلا خدا کا کسی سے رشتہ تو نہیں۔ وہاں یہ نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے بلکہ اعمال کی پرسش ہو گی۔ انسان میں کئی قسم کے گناہ، کسل، کبر، سستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 453)

حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو اپنے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔

"میں کثرت جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور پر جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجے سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 454)

خدا کی نظر دلوں پر ہے نہ ظاہری قیل و قال پر بس بیعت کی برکتیں حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان صدق اور اخلاص سے اس پر کاربند ہو۔ آپ نے 23- مارچ 1903ء دربار شام میں فرمایا:-

"یہ بیعت اور توبہ اس وقت فائدہ دیتی ہے جب انسان صدق دل اور اخلاص نیت سے اس پر قائم اور کاربند بھی ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ خشک لفاظی سے جو حلق کے نیچے نہیں جاتی ہرگز خوش نہیں ہوتا۔ ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبت سے بھرا ہوا ہے وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے معرا اور مبرا پاتا ہے اس میں آ اترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے مگر جس دل میں کوئی کسی قسم کا رخنہ یا ناپاکی ہے اس کو لعنتی بناتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 181)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالسمیع نون

قسط اول

ٹی آئی کالج کے پرنسپل سے

قدرتِ ثانیہ کے مظہر ثالث تک

میں نے 1944ء میں ادھر میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ادھر قادیان سے عالی مقام منادّ نے ناقوس بجایا کہ ٹی آئی کالج میں اس سال فسٹ ائیر میں داخلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ بچوں کو اس میں داخل کرا دیں۔ انٹرنس میں اچھے نمبروں کی وجہ سے گورنمنٹ کالج لاہور جس کی شہرت عروج پر تھی اور جہاں داخلے کو کامیابی کی کلید اور بلند نصیبے کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اس میں میرا داخلہ سہل تھا۔

مگر میرے ابا جنہیں "رفیق" ہونے کا شرف حاصل تھا نے یہ سنہری مشورہ نما حکم دیا۔ کہ قادیان کی درسگاہ کے پرنسپل حضرت صاحب کے فرزند اکبر مقرر ہوئے ہیں۔ وہاں جاؤ۔ ان سے تربیت حاصل کرنے کا موقع ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

اور ہم "بلخ" اور "بخارا" کو چھوڑ چھاڑ کر اس روایتی "چوبارے" پر جا پہنچے۔ اور اپنے مرشد کے اس قول صادق کے مطابق کہ ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمین کو کیا کریں گویا زمین کو چھوڑ کر ہم نے بھی ایک "فلک" پر جا بسیرا کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو یوں تو پہلے بھی دیکھا ہوا تھا۔ مگر پہلی مرتبہ جب کالج کے پرنسپل کی کرسی پر بیٹھے دیکھا تو اپنے انتخاب کی خوبی اسی لمحے ثابت ہو گئی۔

آنکھیں کہ جیسے نور کی ندی چڑھی ہوئی
چہرہ کہ جیسے پھول رکھلا ہو گلاب کا

میں دل سے شکر گزار ہوں اپنے شفیق استاد جناب پروفیسر محمد علی صاحب کا جنہوں نے اگلے روز خط کے ذریعہ حضرت فاتح الدین کی یادداشتوں کو قلمبند کرنے کی طرف توجہ دلائی گو مجھے توجہ پہلے بھی تھی کئی بار نوٹ لکھے مگر ہر بار جذبات سے مغلوب ہو کر اور ان شیریں واقعات کو یاد کر کے اور پھر اپنی محرومیوں اور اداسیوں میں ایسا ڈوب جاتا کہ یہ سلسلہ منقطع ہو جاتا رہا اب اس میری کاوش کا مقصد بھی کوئی سیرت نگاری یا سارے واقعات کی تفصیل بیان کرنا نہیں۔ بلکہ چند جستہ جستہ واقعات کا بیان کرنا مقصود ہے اس سے میرے بہت محبت کرنے والے استاد کے ارشاد کی تعمیل بھی ہو جائے گی۔ اور مغفرت الٰہی کی تلاش بھی میرا مقصود ہے۔

کالج میں پہلا باقاعدہ خطاب

اگرچہ مختلف موضوعات پر حضرت صاحبزادہ صاحب کے حکیمانہ ارشادات سننے کے مواقع تو بہت ملتے تھے۔ مگر داخلے کے چند ماہ بعد جب موسم گرما کی تعطیلات ہوئیں تو الوداعی تقریب منعقد ہوئی اس میں آپ نے ایک دلربا تقریر کی۔ اس کا نفس مضمون 54 سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود اب تک نہیں بھولا۔ طویل تعطیلات کے لئے جہاں تعلیمی اور تربیتی پروگرام عطا فرمایا۔ وہاں سیر و سیاحت کرنے اور عزیزوں دوستوں اور رشتہ داروں سے ملاقاتیں کرنے کی بھی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد نبوی ﷺ "ولنفسک علیک حق" کی لطیف تشریح بھی فرمائی۔

مجلسِ عرفان

قادیان کی "بیت مبارک" میں ایک علمی اور روحانی محفل مغرب اور عشاء کے درمیان منعقد ہوا کرتی تھی۔ حضرت خلیفہ المسیح الثانی رونق افروز ہوتے تھے۔ علم و عرفان کی گھٹائیں جو وہاں برستی تھیں۔ ان کی تفاصیل بیان کرنے کی گنجائش یہاں نہیں اور حق تو یہ ہے کہ مجھ میں اس کی ہرگز طاقت ہی نہیں ہے۔

اے کاش آجکل کی ایجادات اس زمانے میں موجود اور میسر ہوتیں۔ تو وہ روحانی کیف جو اس قدوسیوں کی مجلس پر چھایا ہوتا تھا۔ اور وہ غفران کی آسمانی چادریں جو اس مجمع پر تنی رہتی تھیں۔ اور جس طرح وہ مہ تاباں اپنے ستاروں کے جھرمٹ میں بیٹھا نور بکھیرتا تھا۔ اور آسمانی مائدہ تقسیم کرتا رہتا تھا۔ اس کو وہ ریکارڈ کرتیں۔ اور اسے دیکھ دیکھ کر اور سن سن کر قیامت تک کے لوگ فیضیاب ہوتے رہتے۔ اس بدر کامل کے روبرو کچھ ہلال بھی تھے۔ آج بھی حضرت صاحب کے دائیں جانب شہ نشین پر بیٹھے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو کمال توجہ اور عقیدت مندانہ انکساری کے ساتھ ہمہ تن گوش اپنے محبوب کے چہرہ مبارک پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ اور اس لب مبارک سے جو پھول جھڑتے تھے انہیں پوری احتیاط سے اپنی جھولی میں سمیٹتے دیکھتا ہوں شمار نہیں کر سکتا ان نیک بختوں کا جو دامن مراد بھر بھر کر اپنی بلند نصیبی پر فرحاں و نازاں وہاں آتے اور جاتے تھے۔ مگر اس "فرشتہ" ہاں اس مجسم انکسار اور عجز کا ذکر تو چھوڑ ہی نہیں سکتا جس کا نام نامی "شیر علی" تھا اس کا رتبہ اور مقام ہم عاجز کیا جانیں اس کا مالک ہی جانتا ہے۔ سب سے پیچھے جوتیوں میں بیٹھا ہے۔

شاید وہ اپنے آقا و مطاع کے اس پاپوش کی تلاش ابھی جاری رکھے ہوئے ہے جس کو مسیح موعود کی زندگی میں عید کے روز باہر باغ میں اس نے پالیا تھا۔ اور پھر اپنی سفید براق پگڑی کے شملے سے صاف کرتا رہا تھا۔

اب وہ حضرت مسیح موعود کے حسن و احسان کے مثیل کی بزم میں بھی باقاعدگی کے ساتھ حاضر ہوتا مگر جوتیوں کی جگہ ہی اس کی دل پسند بیٹھنے کی جا تھی

اس کی خاک نشینی پر ہزار تخت و تاج قربان

بندہ پروری کے روح پرور انداز

سیدی حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب بلاناغہ اس محفل میں موجود ہوتے تھے۔ آپ کی رہائش حضرت سیدہ اماں جان کی کوٹھی میں تھی۔ جو محلہ دارالانوار کی آخری حد پر شہر سے کافی دور واقع تھی۔ ابتدا ہی میں حضرت موصوف نے مجھے بلایا "نون" ادھر آؤ اور میں حاضر ہو گیا۔ روایت ہے کہ خان عبدالاحد خان صاحب افغانی کو جب ان کے اور ہمارے آقا حضرت مصلح موعود بلاتے تھے تو قربانت شوم قربانت شوم کہتے حاضر ہوتے تھے۔ عملاً میں بھی یہی کہا کرتا تھا۔ اگرچہ الفاظ تو یہ نہیں ہوتے تھے۔ ارشاد ہوا میرے ساتھ میری کوٹھی پر چلو۔ حضرت سیدہ بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ میاں انس احمد صاحب جو 5/6 سال کے تھے ساتھ پیدل چل رہے ہوتے تھے دونوں صاحبزادیاں چھوٹی تھیں ایک کو حضرت صاحب اٹھا لیتے اور ایک کو میں اور آپ کے مسکن پر پہنچتے یہ ہر شام کا معمول تھا۔ اور پھر مجھے ہوسٹل واپس جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ مجھے اپنے ساتھ کھانے میں شامل فرماتے اور ایک الگ کمرہ مجھے "الاٹ" فرما دیا گیا۔ پھر کمال شفقت سے اس کمرہ میں میرے پاس تشریف لا کر مجھے مختلف قسم کی کتب عطا فرماتے۔ اور مطالعہ کرنے کا ارشاد ہوتا۔

ہم انہیں دیکھ کے حیران ہوئے جاتے ہیں
خود بخود چاک گریبان ہوئے جاتے ہیں

محبت سے گھائل کیا آپ نے

اس خانوادہ کے افراد نے حضرت بانی احمدیت سے جو اس خاندان کا بھی بانی تھا۔ عوام الناس کے لئے بھی بے عدیل رحمت اور الفت اور محبت کے جذبات ورثہ میں پائے تھے۔ مگر اس حضرت ناصرالدین کو تو بطور خاص اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے رافت اور دلداری اور دردمندی اور دلربائی کے اوصاف فراوانی سے ودیعت فرمائے تھے۔ کالج کے طلباء جو اکثر بیرونجات سے آئے تھے۔ مجھ ایسے کندہ ناتراشیدہ اور قادیان کی تہذیب و تربیت سے ناواقف اور عاری تھے پھر کئی غیر از جماعت طلباء بھی تھے۔ جنہیں سگریٹ وغیرہ پینے کی عادت پڑی ہوئی تھی۔ جو اس پاک ماحول کے سراسر منافی تھی۔ جناب پرنسپل صاحب کو اللہ نے ایسی بارعب شخصیت عطا فرمائی تھی کہ کسی کو قواعد کی خلاف ورزی کی جرات نہیں ہوتی تھی۔

ایک مثال ذہن میں محفوظ ہے۔ ایک نوجوان جو ناقابل اصلاح قرار دیا گیا تھا۔ اور اس نے قادیان چھوڑ کر لاہور میں عافیت کی تلاش کی۔ مگر اس نوجوان کا کوئی نشان نہ ملا۔

نئی بستیاں

1947ء میں ملکی بٹوارہ ہو گیا۔ کالج چھوٹا۔ اور ہم نے بے سرو سامانی کے عالم میں لاہور میں ایک حویلی نما مکان میں نہر کے کنارے آ ڈیرے ڈالے نہ کالج نہ بلڈنگ چند بوسیدہ کمرے ملے اور اسی کو درسگاہ بنا لیا۔ ہمت مرداں کی داد دینا پڑتی ہے کہ ایسے میں بھی ہمت نہ ہاری۔ اسی طرح کمربستہ چاق و چوبند اور پر عزم اور پر اعتماد کبھی چند چارپائیاں جو وہاں رکھ لی گئی تھیں ان پر بیٹھ کر فاضل پروفیسر لیکچر دے رہے ہیں۔ اور کبھی شاگردوں کے ساتھ نماز والی چٹائیوں پر ہی بیٹھے کلاس لے رہے ہیں۔ یہ حالات تو بہت سے لوگوں پر آئے مگر یہاں جو عزم کی پختگی علو ہمتی اور چہروں کی شادابی نظر آتی تھی وہ اور کہیں ڈھونڈھے سے نہیں ملتی تھی۔ ایسا کیوں نہ ہوتا ان طلباء اور ان کے اساتذہ کی پشت پر وہ مرد خدا بیٹھا تھا۔ جس کی الوالعزمی اور الٰہی بشارتوں پر یقین اور علوم ظاہری اور باطنی میں مہارت تامہ اور دل کی حلیمی اور اسیروں کی رستگاری کا موجب بننے کا خدائے علیم و قدیر خود شاہد تھا۔ وہ اللہ کے حضور حاضر ہو کر قوم و ملت کے لئے کیا کیا مانگ رہا تھا۔

غرض ہمارا استاد ہمارا آقا ہمارا معلم اور ہمارا مربی ایسے ٹلّھی سبق سیکھ کے گھر سے آتا تھا وہ خود بھی الٰہی نوشتوں پر مکمل ایمان رکھتا تھا۔ وہی ایمان و ایقان اپنے غلاموں کو بھی منتقل کرتا رہتا تھا۔ وہ عام چٹائی پر ہمارے ساتھ بیٹھتا تھا گھر میں اس خوددار گھرانے میں عملاً فاقوں کی نوبت تھی۔ ایک کم سن معصوم صاحبزادے کے متعلق حسن و احسان میں اپنے مقدس باپ کے مثیل حضرت خلیفہ ثانی کو معلوم ہوا کہ وہ اس لئے رو رہا ہے کہ سربراہ خاندان نے صرف جو ایک چھوٹی سی چپاتی سب کے لئے مقرر فرمائی ہے اس سے اس کی بھوک نہیں مرتی۔ اور حق بات یہ ہے کہ وہ کسی کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی تھی۔ تو حضرت صاحب نے فرمایا اور تو گنجائش نہیں اس کو ڈیڑھ چپاتی دے دی جائے۔ اور میں صرف آدھی چپاتی پر گزارہ کرتا رہوں گا۔ وہ چند لقمے جن پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے لمبی مدت تک اکتفا فرمایا تھا آپ کے مثیل کے لئے بھی اس مماثلت کا پورا کرنا ضروری تھا یہ ان محبوبان الٰہی پر خاص اللہ کا فضل کہ خاک نشینی میں ہمدوش ثریا ہی بنے رہے اور فاقہ کشی نے بھی ان کے منہ پر برسنے والے نوروں میں اضافہ ہی کیا۔

اس دور کے ہمارے اکثر ساتھی تو واصل الی اللہ ہو چکے ہیں۔ خال خال باقی ہیں۔ یہی حال اساتذہ کرام کا ہے۔ محترم چوہدری محمد علی صاحب کو اللہ تا دیر سلامت رکھے کالج کے ابتدائی دنوں کی مبارک نشانی ہیں مرحوم صوفی بشارت الرحمان صاحب کی علم دوستی مربیانہ صفات اور اپنے شاگردوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کرنے اور پھر ان کی اصلاح کے لئے کوشاں رہنا کیسے بھول سکتا ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ سکھانے کا انہیں شوق تھا۔ سورۃ القصص سے ترجمہ سکھانا شروع کیا تھا۔ میں جب بھی تلاوت کرتے کرتے اس مقام پر پہنچتا ہوں تو اس بزرگ استاد کی میٹھی یادیں بے اختیار ستانا شروع کر دیتی ہیں۔

ساتھی طلباء کے ساتھ مرکزی اجتماعات کے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطاء المنان

تسلسل کے لئے دیکھیں الفضل 10 جولائی 98ء

سیٹلائٹ سسٹم

ایک اہم سوال اور اس کا جواب:-
اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سیارے کے ساتھ کسی قسم کا کوئی راکٹ نہیں تو سیارہ کس قوت کے ساتھ زمین کے گرد گھوم رہا ہے- اور کون سا ایندھن اس کی 18000 میل فی گھنٹہ کی رفتار کو قائم رکھتا ہے-؟

جواب- نیوٹن کا پہلا قانون ہے کہ کوئی ساکن چیز اس وقت تک حرکت میں نہیں آسکتی جب تک کوئی بیرونی قوت اس پر عمل نہ کرے- اور متحرک چیز اس وقت تک ساکن نہیں ہوسکتی جب تک کوئی بیرونی قوت اسے ساکن ہونے پر مجبور نہ کردے- اس قانون کو قانون حرکت یعنی (Law of Motion) کہتے ہیں- مثلاً اگر ہمارے کمرے میں ایک کرسی پڑی ہے تو وہ ہمیشہ وہیں رہے گی جب تک کوئی بیرونی قوت اسے حرکت نہ دے اسی طرح اگر فٹ بال یا کرکٹ کی گیند زمین پر لڑھک رہی ہے تو اسے لڑھکتے ہی رہنا چاہئے ٹھہرنا نہیں چاہئے- مگر عملاً ایسا نہیں ہوتا- بلکہ گیند آہستہ آہستہ رک جاتی ہے- یعنی کوئی بیرونی قوت اس پر عمل کرکے اس کو روک رہی ہے- وہ بیرونی قوتیں دو ہیں-
1- ہوا کی مزاحمت کی قوت-
2- زمین کی رگڑ کی قوت-

اب اس قانون کا اطلاق مصنوعی سیارے پر کیا جائے تو حقیقت واضح ہو جائے گی- زمین سے 560 میل کی بلندی پر نہ تو ہوا ہے اور نہ ہی زمین کی رگڑ ہے اس لئے سیارہ آئزک نیوٹن کے پہلے قانون کے مطابق مسلسل حرکت کرتا رہے گا اور کشش ثقل اس کو زمین کے گرد سطح زمین کے متوازی گھومنے پر مجبور رکھے گی- یہ اور بات ہے کہ سائنس دانوں کی غلطی کی وجہ سے سیارہ وقت سے پہلے زمین پر آجائے یا کسی اور سیارے کی طرف بھٹک جائے-

مندرجہ بالا تفاصیل سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مصنوعی سیارے کن اصولوں پر عمل کرتے ہوئے زمین کے گرد گھومتے ہیں-

ابتدائی مصنوعی سیاروں کی مشکلات

○ ابتداء میں چھوڑے جانے والے مصنوعی سیارے مستقل طور پر زمین سے رابطہ نہیں رکھ سکتے تھے- کیونکہ وہ زمین کی گردش سے تیز گردش کرتے تھے- اور ان سے سگنل حاصل کرنے کے لئے مستقل حرکت کرنے والی خاص ڈشوں کی ضرورت تھی-

عام سادہ ڈشوں پر سیٹلائٹ نشریات وصول کرنے کے لئے ضروری تھا کہ مصنوعی سیارہ زمین کی گردش کے متوازی گردش کرے- اس بات کا تصور قریباً 50 برس قبل ایک ناول نگار آرتھر سی کلارک (Arther C. Clarke) نے پیش کیا- اس نے اپنے ایک ناول میں لکھا کہ اگر خلا میں 23000 میل کی بلندی پر خط استواء پر ایک لائن میں مصنوعی سیاروں کو زمین کی گردش کی رفتار کے مساوی رفتار دی جائے تو وہ زمین سے ساکت نظر آئیں گے-

اس کی بات کو شروع میں تو ایک ناول نگار کے تخیل سے زیادہ اہمیت نہ دی گئی لیکن آج وہ تصور حقیقت کا روپ دھار چکا ہے- سیٹلائٹ کے مختلف مدار ہو سکتے ہیں- ہم مصنوعی سیارے* کو قطب شمالی اور کتب جنوبی پر بھی گھما سکتے ہیں- پول اور خط استوا کے درمیان بھی چھوڑ سکتے ہیں- لیکن وہ سیٹلائٹ جس کو ہم مواصلات کے لئے استعمال کرنا چاہیں وہ صرف خط استواء پر ہی چھوڑا جا سکتا ہے- خط استواء پر زمین سے 35900 کلو میٹر یا 22300 میل کی بلندی پر زمین سے متوازی مدار
Geo-Stationary orbit
کہلاتا ہے یہ ایک ایسا مدار ہے جہاں پر مصنوعی سیاروں کی رفتار زمین کی محوری گردش کے مساوی ہوتی ہے- اور یہاں جو مصنوعی سیارے چھوڑے جاتے ہیں وہ زمین کی رفتار کے برابر رفتار سے گردش کرتے ہیں- بالکل اسی طرح جیسے ہم کسی کشتی پر سوار ہوں اور ایک اور کشتی پر ہمارا دوست سوار ہو- اگر کشتیوں کی رفتار یکساں ہو تو یوں لگے گا جیسے دونوں جڑی ہوئی ہیں اور ساکن ہیں- بالکل اسی طرح زمین اور مصنوعی سیارے کی رفتار یکساں ہونے کی وجہ سے یہ آپس میں ساکن عمل کرتے ہیں- اس مدار کو Clarke Belt بھی کہا جاتا ہے-

1963ء میں سنکام Syancom نامی سیارہ جیوسٹیشنری مدار میں چھوڑا گیا- اس کے بعد امریکہ نے Intelsat کے نام سے متعدد جیو اسٹیشنری سیارچے بحر اوقیانوس، بحر الکاہل اور بحر ہند کے اوپر چھوڑے- یہ سیارچے جن میں سے ہر سیارچہ کرہ ارض کے ایک چوتھائی حصے کو Cover کرتا ہے- یہ سیارچے بین الاقوامی مواصلاتی رابطے فراہم کرتے ہیں- اس وقت 100 سے زائد مواصلاتی سیارے جیو اسٹیشنری مدار میں گردش کر رہے ہیں- ان سے بے شمار کام لئے جا رہے ہے-

ٹی وی کی صنعت باقاعدہ طور پر 1970ء میں سیاروں کے دور میں داخل ہوئی- لیکن جلد ہی اسے فروغ حاصل ہو گیا- جب ایسے مصنوعی سیارے یعنی سیٹلائٹ جو مقامی Domestic کہلاتے ہیں چھوڑے گئے تو ان کا مقصد نشریات کو براہ راست گھروں تک پہنچانا نہیں تھا- وہ اپنی نشریات ایسی کمپنیوں کو فراہم کرتے تھے جو ان کو ٹیلی فون لائنوں کی طرح تاروں کے ذریعے گھروں تک پہنچاتے تھے- لیکن یہ نظام ترقی کر گیا اور 1976ء میں سیٹلائٹ سگنلز کو براہ راست وصول کرنے کا گھریلو نظام دریافت کیا گیا جس کا سائنسی نام T.V.R.O ہے جس کے معنی ہیں
Television Reciever Only-

اس کو آج کل ہم مختصر طور پر ڈش ریسیور یا سیٹلائٹ ریسیور کہتے ہیں-

یہ نظام بنیادی طور پر تین حصوں پر مشتمل ہے- جن میں ڈش انٹینا ایل- این- بی اور سیٹلائٹ ریسیور شامل ہیں-

مصنوعی سیاروں کے مختلف استعمالات

○ سیٹلائٹ سسٹم اب کئی مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے چند اہم استعمالات مندرجہ ذیل ہیں-

موسمی سیٹلائٹس ان سیٹلائٹس کو موسمی پیش خبریوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے- یہ زمین سے زیادہ بلندی پر گردش نہیں کرتے بلکہ قریب ہی ہوتے ہیں- ان مصنوعی سیاروں میں کیمرے اور ایسے آلات نصب ہوتے ہیں جو زمین کے گردبادلوں کی تصاویر اتارتے ہیں اسی طرح ہوا کے دباؤ اور سمت کے بارہ میں معلومات موسمی تحقیقات کے سنٹر کو بھجواتے ہیں- یہ سیٹلائٹ چھوٹے ہوتے ہیں-

سائنٹفک سیٹلائٹس ان سیٹلائٹوں میں سائنسی آلات نصب ہوتے ہیں جو خلا کے بارہ میں مختلف اقسام کی معلومات حاصل کرتے ہیں- اس قسم کے سیٹلائٹ خلا سے ریڈی ایشن، شہاب ثاقب اور مقناطیسیت کے بارہ میں معلومات زمین کی جانب بھیجتے ہیں- اس کے علاوہ ان مصنوعی سیاروں کی مدد سے خلا میں مختلف تجربات بھی کئے جاتے ہیں-

گذشتہ چند برسوں میں سائنٹفک سیارچوں کی طرف خاصی توجہ ہوئی ہے- اور تجربات کے لئے خلائی سٹیشن بھی قیام میں آرہے ہیں- خلا میں ان سیاروں کی مدد سے پودوں پر مختلف تجربات کئے جا چکے ہیں- اور اب تو الیکٹرونکس میں استعمال ہونے والے پرزے بھی خلاء میں تیار کرنے کے بارہ میں غور ہو رہا ہے- I.C جو تمام الیکٹرونکس آلات کی جان ہیں- ان کے بارہ میں خیال ہے کہ اگر یہ خلا میں تیار کئے جائیں تو ان کی کارکردگی بہتر ہو گی- یعنی معیار کے لحاظ سے بہت بہتر ہوں گے- (وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کشش ثقل اور زمینی اثرات سے پاک جگہ پر I.C اعلیٰ معیار کے تیار ہو سکتے ہیں-)

اس مقصد کے حصول کے لئے سائنس دان ایسے سیٹلائٹ تیار کر رہے ہیں جن کے اندر الیکٹرونکس آلات بنانے والی فیکٹری موجود ہو گی اور خلا میں جا کر وہ فیکٹری کام کرے گی اور وہاں سے الیکٹرونکس پرزہ جات زمین کو سپلائی کئے جائیں گے-

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
لیکن یہ سفر یہیں رک نہیں گیا بلکہ جاری ہے اور مزید سے مزید کی تلاش مسلسل جاری ہے- ع
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

جاسوس سیارے جب مصنوعی سیاروں کی صنعت نے ترقی کی تو بعض ممالک کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ان کے ذریعے ہم دوسرے ممالک کے حالات معلوم کریں- چنانچہ اس مقصد کے لئے جاسوسی سیارے تیار کئے گئے- ان میں ایسے کیمرے نصب ہیں جو دوسرے ممالک میں ہونے والی تمام نقل و حرکت کا مشاہدہ کرسکتے ہیں-

ایک بیان کے مطابق اگر ہم اپنے لان میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے ہوں تو سیٹلائٹ اس اخبار کی شہ سرخی بنا سکتا ہے- یعنی اس قدر حساس اور دور مار کیمرے جاسوس سیاروں میں لگا دیئے گئے ہیں-

لیکن اسی قسم کے بعض سیارے بحری جہازوں کی راہنمائی بھی کرتے ہیں- بنیادی طور پر ان سیٹلائٹس کے ذریعے دشمن فوج کی نقل و حرکت اور ان کے اہم ٹھکانوں کا جائزہ لیا جاتا ہے- اور ان کی درست جگہ کی نشان دہی کی جاتی ہے-

خلا کی تسخیر انسان جب زمین کی حدود سے باہر نکلا تو اس کو ایک وسیع کائنات نظر آئی- سائنسدانوں نے چاہا کہ اس کائنات میں سے وہ سیارے جو زمین سے قریب ہیں ان کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں اور ان کو تسخیر کیا جائے- چنانچہ اس مقصد کے لئے مختلف اقسام و انواع کے مصنوعی سیارے بنائے گئے ہیں جن کو مختلف سیاروں کی طرف چھوڑا گیا ہے- لیکن اس فیلڈ میں ابھی سائنس بہت پیچھے ہے- آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

پروبس یہ غیر انسان بردار جہاز کا نام ہے جن کو سائنسدان چاند اور دوسرے سیاروں کی طرف بھیجتے ہیں اور مصنوعی سیارے معلومات کو اور تصاویر یا گرافکس کو زمین کی طرف بھیجتے ہیں- ان مصنوعی سیاروں کی معلومات اور اطلاعات کو محفوظ کیا جاتا ہے اور ان کو مد نظر رکھ انسان بردار خلائی جہاز تیار کئے جاتے ہیں- ان جہازوں کو مطلوبہ سیارچے کی معلومات کے مطابق تیار کیا جاتا ہے- پھر ان خلا نوردوں کو Cosmonauts یا Astronauts کہا جاتا ہے-

مواصلاتی سیارے

Communication Satellites)
مواصلاتی سیارے
Geo Stationary Orbit
میں زمین کے گرد گردش کرتے ہیں- اور یہ سب زیادہ مفید ہیں- ان کی مزید تفصیل الگ بیان کی جائے گی-

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں ہوتے کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے واحد ذریعہ جس سے ہم اپنے وسائل کو ترقی دے سکتے ہیں۔"

قومی مقاصد کے حصول کے لئے اپنی طرف سے طے کردہ ترجیحات کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر سلام نے تعلیمی کورسوں میں طلباء کی حقیقت پسندانہ تقسیم کو سرفہرست رکھا۔ انہوں نے کہا طلباء کی 60 فیصد تعداد کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم دی جائے جبکہ باقی 40 فیصد کورسز کی طرف جائیں۔

دوسرا انتہائی اہم میدان انہوں نے زراعت کو قرار دیا۔ ہم اپنی روٹی تک کے لئے امریکہ کے محتاج ہیں اگر کل وہ ہم کو گندم دینا بند کردیں تو ہم ان کا کیا کرلیں گے۔

عبدالحمید چوہدری

خودانحصاری کے لئے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی بیش قیمت نصائح

خدا کے واسطے جاگو

آج سے اٹھارہ سال قبل بھائی جان ڈاکٹر عبدالسلام نوبیل انعام یافتہ نے غنی جعفر کو ایک انٹرویو دیا تھا جسے ہیرلڈ کراچی نے جنوری 1980ء میں شائع کیا تھا۔ بعد میں روزنامہ الفضل ربوہ نے یہی انٹرویو 29 جون 1980ء کو شائع کیا تھا۔ اس انٹرویو سے چند باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔ کاش کسی نے ان پر عمل کیا ہوتا۔

غنی جعفر نے پہلے ڈاکٹر عبدالسلام کی شخصیت کے بارے میں کہا۔

"ایک ایسا شخص جو نہ صرف دوسروں سے خوش مزاج باتیں بھی کرتا ہے بلکہ ان کے مزاح کو بشاشت سے قبول بھی کرتا ہے۔ جو اپنے تیسری جماعت کے اساتذہ کو گھر کے دروازے کے باہر تک جاکر الوداع کہنے پر اصرار کرتا ہے۔ اس قسم کے شخص کے ساتھ اگر کبھی آپ کو سفر کرنے اتفاق ہو تو آپ کو یہ احساس بھی نہ ہوگا کہ یہ شخص بین الاقوامی شخصیت ہے۔

پروفیسر سلام کی شخصیت سے بڑھ کر اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہوگا کہ حقیقی علم انسان میں انکساری پیدا کرتا ہے۔

پروفیسر عبدالسلام کے ساتھ گزارے جانے والے نوے منٹوں میں مجھے جو چیز سب سے زیادہ محسوس ہوئی وہ ان کی بے جھجک فراخ دل طبیعت تھی۔ اور یہ کہ ان کی ذات میں کسی قسم کے غرور یا احساس برتری کا شائبہ تک نہ تھا حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ پہلے پاکستانی ہیں جنہوں نے نوبیل انعام حاصل کیا ہے فزکس میں 1979ء کا انعام (دو امریکن سائنسدانوں کے ہمراہ)"

"ہمارے تعلیمی اداروں کو قومی ملکیت میں لینا ایک افسوسناک قدم تھا تمام دنیا میں آپ دیکھیں گے کہ سکولوں کو مقامی ادارے چلاتے ہیں" انہوں نے کہا کہ "میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ان اداروں کے سٹاف کی سہولتوں میں کوئی کمی ہو۔ ان کی تنخواہیں اور دیگر مراعات اسی طرح ہونی چاہئیں جس طرح سرکاری تحویل میں لئے گئے ادارہ کی ہوتی ہیں۔ لیکن یہ ایک غلطی ہے کہ مقامی اداروں کو اپنے اداروں کے انتظامات میں حصہ لینے کے اعزاز سے محروم کردیا جائے۔"

ترقی یافتہ ممالک سے ترقی پذیر ممالک کو ٹیکنالوجی کی منتقلی کے مسئلے پر بات ہوئی تو پروفیسر سلام نے بڑی سختی سے اس نظریے کے پیچھے کارفرما اصول کی مخالفت کی۔

"اس طرح آپ کیسے انہیں کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی ٹیکنالوجی آپ کو منتقل کردیں۔ آپ کو اس بات کا حق کس طرح پہنچتا ہے کہ آپ ایسا مطالبہ کریں؟ اگر میں ایک ہسپتال جاتا ہوں وہاں کی دوائیوں سے میرا علاج ہوتا ہے ان کے انجکشن سے میں موت کے منہ سے بچ جاتا ہوں۔ کیا آپ کی ساری تیسری دنیا نے ان میں سے ایک بھی انجکشن ایجاد کیا ہے میں تو شاید ان کے پاس جاسکتا ہوں۔ کہ اپنے تحقیقی کام میں ان کی اعانت حاصل کروں مگر آپ کے ڈاکٹروں نے آپ کے انجینئروں نے کیا کیا ہے؟"

اتنی ہی سختی کے ساتھ انہوں نے اس الزام کو رد کیا کہ تیسری دنیا کے ممالک سے خام مال لے کر ان کا استحصال کیا گیا ہے "انہوں نے کوئی استحصال نہیں کیا اگر آج آپ اپنے ہر قسم کے خام مال کی برآمد پر مکمل پابندی بھی عائد کردیں پھر بھی ان کا کام بند نہیں ہوگا۔ وہ اس کا متبادل تلاش کرلیں گے۔ ان کے پاس مطلوبہ ٹیکنالوجی موجود ہے خدا کے لئے جاگو کوئی اچھی بری چیز خود بھی بناؤ۔ آپ یہ چیزیں ہمیشہ دوسروں سے بھیک میں مانگنے کی بجائے خود کیوں نہیں بنالیتے"

انہوں نے جاپانیوں کے ان تجربات کا حوالہ دیا جن میں انہوں نے اس وقت چوٹی کی پوزیشنیں حاصل کرلی تھیں جبکہ جدید ٹیکنالوجی گھٹنوں کے بل چل رہی تھی۔ اب ان کے ہاں ٹیکنالوجی کی بنیادیں مستحکم ہو چکی ہیں۔ ریسرچ پر ان کے اخراجات بڑے زبردست ہیں اور اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔"

پاکستان میں موجودہ ریسرچ کی سہولتوں کے بارے میں جب ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے اس سلسلہ میں اختیار کی گئی پالیسی پر زبردست تنقید کی "آخر آپ کو مصیبت کیا آپڑی ہے کہ یہ سب ادارے قائم کرتے پھر رہے ہیں۔ جبکہ آپ نے ان کی ریسرچ سے حاصل شدہ نتائج کو استعمال ہی نہیں کرنا۔ پی۔ سی۔ ایس۔ آئی (لیبارٹری) نے ایک دوا پٹکولین (Petcolen) کے نام سے بنائی مگر کیا ہوا؟ اسے کوئی نہیں خریدتا۔ کیونکہ دلفریب نعروں اور چمکدار ناموں والی غیر ملکی درآمدات کے میدان میں یہ مقابلہ نہیں کرسکتی۔ آپ اس قسم کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کی متبادل اشیاء کی درآمد پر کیوں پابندی عائد نہیں کرتے۔ آخر ان مصنوعات کی تیاری پر آپ سالانہ ڈھائی کروڑ روپے خرچ کرتے ہیں آخر کس لئے۔"

جب میں نے اس قسم کی اشیاء کی کوالٹی اور معیار کے بارے میں اپنے شکوک کا اظہار کیا تو پروفیسر صاحب بولے "جہنم میں گئی کوالٹی جناب والا! جب لوگ اپنے ملک میں پیداوار بڑھانا چاہتے ہیں تو اس کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ روس کی طرف دیکھیں کل میں اس کے بنائے ہوئے ہیلی کاپٹروں میں سے ایک میں پرواز کررہا تھا اس کی ایک بھی کھڑکی ٹھیک طرح سے بند نہیں ہو رہی تھی (میں نے بھی اسی ہیلی کاپٹر میں سفر کیا تھا۔ کھڑکیاں تو رہیں ایک طرف ہیلی کاپٹر تو سٹارٹ بھی نہیں ہو رہا تھا.... ناقل) مگر کچھ بھی ہو وہ درآمد نہیں کریں گے۔ وہ کوالٹی کی فکر میں دبلے

اپنے وطن کی سیر

شمشاد احمد قمر

سنہری مسجد لاہور

لاہور کے پررونق ڈبی بازار اور کشمیری بازار کے تقریباً وسط میں تاریخی محلہ رنگ محل کے قریب ایک تاریخی مسجد واقع ہے جسے موتی مسجد کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ مسجد نواب میر سید بھکاری خان نے 1753ء میں تعمیر کروائی۔ نواب بھکاری خان لاہور کے وائسرائے میر منو کا ایک درباری تھا اور محمد شاہ کے حکم سے اسے پنجاب کا نائب صوبیدار بنایا گیا۔ نواب بھکاری خان ایک دیندار، سخی، فقیر دوست اور عالم فاضل انسان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جب نواب صاحب کے دل میں اس نیک خواہش نے جنم لیا کہ وہ ایک مسجد تعمیر کرے تو اس نے سب سے پہلے اس خواہش کا اظہار میر منو سے کیا اور میر منو نے علماء کرام سے مشورہ کے بعد کشمیری بازار کے نقطہ آغاز پر رنگ محل چوک کے نزدیک جگہ دے دی۔ اسی جگہ کے قریب پہلے ہی ایک چھوٹی سی مسجد موجود تھی نواب نے کوشش کی کہ اس مسجد کو بھی اپنی نئی تعمیر ہونے والی مسجد میں شامل کرلے مگر ایسا کرنا ممکن نہ تھا۔ بالآخر انہوں نے علماء کے مشورے کے پیش نظر مسجد کو دونوں طرف سے راستہ دے کر زینہ بنادیا جو نہایت موزوں تھا۔ بعد ازاں کپتان نسبٹ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لاہور نے وہ پرانی اور چھوٹی مسجد جو غیر آباد پڑی تھی گرا کر مسجد کا مشرقی دروازہ بنادیا اور دونوں طرف زینہ گرا کر یہ مسجد بھی نواب صاحب کی مسجد میں شامل کردی اور یوں یہ مسجد بھی وسیع ہوگئی۔

آج یہ مسجد اسی صورت میں لاہور کے ماتھے کا سیندور ہے۔ اگرچہ یہ مسجد بہت چھوٹی ہے تاہم خوبصورتی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی کرسی سطح زمین سے کافی اونچی ہے۔ سترہ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد مسجد کا صحن آتا ہے جو قریباً 40 مربع فٹ ہے۔ اسی صحن میں ایک تالاب ہے۔ صحن کے بعد مسجد کا اندرونی حصہ شروع ہوتا ہے۔ اس کے تین در ہیں۔ مسجد کا اندرونی حصہ 21 فٹ چوڑا اور قریباً 38 فٹ لمبا ہے۔ مسجد کے تین گنبد ہیں۔ درمیانی گنبد بڑا ہے جس کا قطر 16 فٹ ہے۔ چار مینار ہیں۔ میناروں اور گنبدوں کے اوپر کے حصے سنہری ہیں۔ اسی وجہ سے ابتدا میں اسے طلائی مسجد بھی کہا جاتا تھا اور بعد ازاں اسے سنہری مسجد کہا جانے لگا۔ یہ مسجد مقطع اور خوبصورت ہے۔

صدیاں گذرنے کے باوجود مسجد کی اندرونی نقاشی اور گلکاری اب بھی برقرار ہے۔

زمانہ سلف میں یہ مسجد حوادث کا شکار رہی۔ سکھوں کے دور حکومت میں اسے کافی برباد کیا گیا۔ جس کے باعث اس کے بیشتر نقوش مٹ گئے۔ یہ اسی وقت کی بات ہے جب سکھوں کے دور میں مسجد کے متصل باولی کا مکان بن گیا۔ اور اس میں گرنتھ صاحب رکھا گیا۔ اس کے بعد سکھ اس مسجد کے درپے ہوگئے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو شکایت کی کہ اس مسجد میں بلند آواز میں اذان دی جاتی ہے جس سے گرنتھ صاحب کے پاٹھ میں خلل پڑتا ہے۔ لہذا یا تو اسے گرادیا جائے یا ہمیں دے دیا جائے۔ مہاراجہ نے فوراً مسجد کے مؤذن کے بے دخلی کے احکامات صادر کردئے اور اس مسجد پر اکالیوں نے قبضہ کرلیا۔ اکالیوں نے مسجد میں گوبر کا لیپ دے کر یہاں گرنتھ رکھا۔ سکھوں کے اس اقدام پر مسلمان بہت مایوس ہوئے۔ مسلمانوں نے آپس میں صلاح مشورہ کرکے گھلو ماشکی نامی شخص سے رابطہ کیا۔ اس کی دربار میں بہت توقیع کی جاتی تھی۔ چنانچہ اس کی وساطت سے مسلمانوں نے مہاراجہ تک رسائی حاصل کی اور مہاراجہ نے اس شرط پر مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کردیا کہ آئندہ سے بلند آواز میں اذان نہ دی جائے۔ سکھوں نے اس مسجد کی املاک جو دکانوں وغیرہ پر مشتمل تھی باؤلی سے ملالی۔ پھر یہ جائیداد انگریزوں نے 32 برس بعد اجرٹن صاحب بہادر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کے عہد میں نواب نوازش علی خان، خان بہادر محمد برکت علی خان اور کپتان نسبٹ صاحب ڈپٹی کمشنر کی سفارش پر اس مسجد کو منتقل کردی۔ اس وقت مسجد کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے۔

دنیا کی آبادی

تاریخ	آبادی
8000ق.م	6ملین
1250	254ملین
1500	460ملین
1600	579ملین
1990	5246ملین
2050(متوقع)	14000ملین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم اظہار احمد صاحب نیو محمود ٹیلی ویژن کیمپنی 21 ہال روڈ لاہور کی اہلیہ صاحبہ کی صحت ٹھیک نہیں ہے۔

○ مکرم طاہر احمد بھٹی مربی سلسلہ کے سسر مکرم محمد اشرف صاحب گلستان جوہر کراچی بعارضہ قلب و فالج شدید علیل ہیں۔

○ مکرم چوہدری عبدالحق صاحب آف ناصر آباد ربوہ گذشتہ تین سال سے دل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ دیگر عوارض بھی لاحق ہیں۔

○ مکرم عبدالحق صاحب سابق صدر میرا بھڑکا آزاد کشمیر شدید بیمار ہیں۔

○ مکرمہ نسیم اختر صاحبہ (والدہ مکرم حافظ سلیمان احمد صاحب ناصر آباد شرقی ربوہ) جگر کے عارضہ میں مبتلا ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

○ مکرم بشارت احمد اعوان صاحب دارالنصر وسطی ربوہ تقریباً ڈیڑھ سال سے دل کے عارضے میں مبتلا ہیں آج کل طبیعت ناساز ہے۔

○ مکرم محمد یعقوب صاحب آف ناصر آباد غربی کے والد مکرم محمد رمضان صاحب شدید بیمار ہیں۔

ان سب احباب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم شیخ عبدالمنان صاحب گورنمنٹ کنٹرکٹر ابن مکرم شیخ محمد عبداللہ صاحب (رفیق حضرت مسیح موعود) دارالرحمت شرقی ربوہ مورخہ 11- جولائی 1998ء کو رات ساڑھے تین بجے بوجہ حرکت قلب بند ہو جانے سے بعمر 60 سال وفات پاگئے۔

ان کا جنازہ بیت المہدی گولبازار ربوہ میں 11- جولائی 1998ء بعد عصر محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین عمل میں آئی قبر تیار ہونے پر آپ نے ہی دعا کروائی۔

ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

گمشدہ رقم

○ مکرم عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ ٹیچر مکان نمبر 24/1 دارالفضل غربی ربوہ کی جیب سے مورخہ 98-7-19 صبح کے وقت محلہ دارالفضل غربی ربوہ میں قریباً چار ہزار روپیہ گر گئے ہیں۔ اگر کسی دوست کو ملیں تو صدر صاحب عمومی کے دفتر پہنچا دیں۔ یا 212887 پر اطلاع کر دیں۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیز مکرم آغا عبداللہ یوسف صاحب (قائد خدام الاحمدیہ کھاریاں) ابن مکرم آغا سیف اللہ صاحب مینجر و پبلشر الفضل ربوہ کو بمورخہ 19- جولائی 1998ء بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ کا نام "سلمیٰ یوسف" تجویز ہوا ہے۔ جو مکرم محمد امین صاحب ڈار (نیو ڈار گڈز) کھاریاں کی نواسی ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں عزیزہ کی درازی عمر و دینی اور دنیاوی خوشی بختی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

○ مکرم نعیم اللہ صاحب ابن مکرم محمد یوسف صاحب بیڈن روڈ لاہور کو دو بیٹیوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود حضرت میاں امین اللہ صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (آف دارالرحمت قادیان) کا پڑپوتا ہے اور حضور ایدہ اللہ کی مبارک تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے اس کے نیک اور خادم دین بننے نیز درازی عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم طاہر احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام "ملیحہ احمد عیشہ" تجویز ہوا ہے۔ بچی مکرم رشید احمد صاحب مارٹن روڈ کراچی کی پوتی اور مکرم محمد اشرف صاحب کھوکھر گلستان جوہر کراچی کی نواسی ہے۔

اللہ تعالیٰ بچی کو باعمر۔ سعادت مند اور خادمہ دین بنائے۔

○ مکرم خواجہ خورشید الدین صاحب عرف قمر چاند جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے 16- جولائی 1998ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام "خولہ قمر" عطا فرمایا ہے نومولودہ مکرم خواجہ صفی الدین صاحب قمر انسپکٹر مال آمد کی پوتی اور مکرم محمد لطیف جنجوعہ صاحب ہائیڈل برگ آف جرمنی کی نواسی ہے۔ نیز نومولودہ محترم مولانا قمر الدین فاضل مرحوم پہلے صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی پڑپوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک بخت باعمر اور خادم دین بنا۔

گمشدہ تصاویر

○ پانچ عدد تصویریں بمعہ نیگیٹو تنویر سٹوڈیو سے دارالفتوح آتے ہوئے رستے میں کہیں گر گئی ہیں۔

برائے مہربانی جن صاحب کو ملے وہ صدر عمومی صاحب کے دفتر پہنچا دیں۔

اعلان

○ طلباء و طالبات نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کو لٹریچر بھیجنے کے علاوہ تعلیمی اداره جات، ملکی و غیر ملکی سکالرشپ و دیگر معلومات نظارت تعلیم کو بذریعہ E-Mail بھی ارسال کر سکتے ہیں۔ نظارت تعلیم کا E-Mail ایڈریس یہ ہے۔

taleem@lhr.comsats.net.pk

اعلان دارالقضاء

○ (محترمہ منورہ سلطانہ صاحبہ بابت ترکہ محترم بابو عبدالرحمٰن صاحب ☆

محترمہ منورہ سلطانہ صاحبہ معرفت مکرم ڈاکٹر محمد امین صاحب امین کلینک نزد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول نمبر 2 محلہ جہانگیر آباد شیخوپورہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم بابو عبدالرحمٰن صاحب قضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ لہٰذا ان کا قطعہ نمبر 19/3 واقع محلہ دارالیمن ربوہ برقبہ ایک کنال بحصص شرعی ان کے ورثاء کے نام منتقل کر دیا جائے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:-

1- محترمہ حمیداں بیگم صاحبہ (بیوہ)
2- مکرم منور احمد صاحب (بیٹا)
3- مکرم عطاء الرحمٰن بابر صاحب (بیٹا)
4- مکرم مبارک احمد صاحب (بیٹا)
5- مکرم طاہر احمد صاحب (بیٹا)
6- محترمہ امۃ القیوم صاحب (بیٹی)
7- محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ (بیٹی)
8- نصرت منورہ سلطانہ صاحبہ (بیٹی)
9- محترمہ نصرت بیگم صاحبہ (بیٹی)
10- محترمہ فہمیدہ رحمٰن صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء ربوہ میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء- ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 4

مواقع پر ربوہ میں ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ اور ہم بیتے دنوں کی یادیں تازہ کیا کرتے تھے۔ ظالم ہاتھوں نے یہ نعمت بھی چھین لی۔ اور ہم پیاروں کی ملاقاتوں سے محروم ہو گئے۔

آقا اپنے غلام کے گھر

1965ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب بحیثیت صدر انصار اللہ مرکزیہ اجلاس میں شرکت کے لئے سرگودھا وارد ہوئے حضرت امیر صاحب کی کوٹھی پر اجتماع تھا۔ ایک روز قبل حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے فرمایا دوپہر کا کھانا تو انصار اللہ نے انتظام کیا ہوا ہے سہ پہر کی چائے کے لئے جماعت کا کوئی فرد گزارش کر سکتا ہے چنانچہ میں نے فون کر کے درخواست کر دی۔ فرمایا مجھے تمہارے گھر آنے پر اعتراض نہیں اگر حضرت امیر صاحب اجازت دے دیں۔ میں نے عرض کیا کہ اس طرف سے مجھے اجازت عطا ہو چکی ہے۔ آپ نے منظور فرمالیا۔ مگر فرمایا شرط یہ ہے کہ میں تقریر وہاں نہیں کروں گا۔

چنانچہ آپ از راہ کرم میرے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ جماعت کے دوستوں کی تعداد کم تھی غیر از جماعت جن میں رؤسا ضلع، جج صاحبان، مجسٹریٹ صاحبان اور سینئر وکلاء 50/55 کے قریب مدعو تھے۔ میری کوٹھی کے لان میں انتظام تھا۔ آپ کی شخصیت میں کشش کا یہ عالم کہ موضع سکیسر کے ایک رئیس محمد اعظم صاحب لک نے مجھے کوٹھی کے گیٹ پر بلایا۔ شکوہ کیا۔ کہ انہیں بلایا نہیں گیا۔ انہوں نے کہا میں چائے پینے نہیں آیا۔ میں میاں صاحب کی زیارت کے لئے صرف اسی شوق میں بن بلائے آ گیا ہوں۔ بے تکلفی تھی میں نے معذرت کی اور انہیں ساتھ اندر لا کر اس پس منظر میں تعارف کرایا جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا۔ بہت اچھا اجتماع ہے۔ یہاں تو تقریر کرنا ضروری تھی۔ میں نے کہا آپ کے ارشاد کی تعمیل میں میں تو خاموش ہوں۔ ورنہ چاہتا تو میں بھی تھا۔

ہر ایک مہمان کے ساتھ بہت کھل کر باتیں ہوئیں اور ہر ایک مہمان کے ساتھ بے تکلفانہ گفتگو فرمائی۔ اس کے بعد بھی آپ نے بارہا خوشی سے ذکر فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں غیر احمدی معززین بڑی خوشی سے آجاتے ہیں۔

اس تقریب کے چند روز بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا انتقال پر ملال ہو گیا۔ اور صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ نے کیا خوب غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی جماعت کی یہ کہہ کر ترجمانی کی کہ

اس کے دم سے اجالا تھا چاروں طرف
وہ گیا تو یہاں تیرگی چھا گئی

چاند روشن ہے اب بھی افق پر مگر
میرے سورج کو کس کی نظر کھا گئی

حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب امام ثالث منتخب ہوئے۔ دکھی دلوں کی تسکین کا موجب بنے۔ اب میرے محبوب پرنسپل ہاں وہی "موعود نافلہ" "قدرت ثانیہ" کا تیسرا مظہر بن کر ساری جماعت کے سردار اور مطاع ہو گئے تھے۔

بقیہ صفحہ 5

مصنوعی سیاروں کے متوقع نقصانات

اچھے استعمال کے ساتھ ساتھ ہر چیز کے منفی استعمال کی طرف بھی غور شروع ہو جاتا ہے۔ مصنوعی سیاروں کی تیاری کے بعد اب ہو سکتا ہے کہ ایسے ہتھیار بنا دیئے جائیں جو مصنوعی سیاروں کے ذریعے خلا میں بھیج دیئے جائیں۔ اور بوقت ضرورت خلائی جہاز یا مصنوعی سیارے اوپر سے مخصوص جگہوں پر ایٹمی راکٹ برسا دیں۔

ایک ناول نگار نے ایسی کہانیاں لکھی ہیں۔ اور اس پر کئی فلمیں بھی بنی ہیں کہ اگر کوئی دہشت گرد ایٹمی اسلحے والے مصنوعی سیارے خلا میں بھیج دے اور ان کا تمام تر کنٹرول اس کے پاس موجود ہو تو وہ دنیا کو بلیک میل کر سکتا ہے۔ لیکن فی الحال یہ محض ایک خیال ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ : 20-جولائی- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 28 سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 38 سنٹی گریڈ
21-جولائی غروب آفتاب 15-7
22-جولائی طلوع آفتاب 14-5

عالمی خبریں

پاپوانیوگنی میں سمندری طوفان سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد 1500 ہو گئی ہے۔ 600 سے زیادہ نعشیں نکال لی گئی ہیں۔ مختلف علاقوں میں بیماریاں پھوٹنے کا اندیشہ ہے۔

عراق نے کہا ہے کہ صدر صدام کو ہٹانے کی امریکی کوششیں بے سود ثابت ہوں گی۔

الجزائر کے دارالحکومت الجزیرہ میں حکومت مخالف تشدد کے واقعات میں 26-افراد کو قتل کر دیا گیا ہے۔

نیلسن منڈیلا کی سالگرہ بھارت میں انوکھے انداز سے منائی گئی۔ ایک بھارتی حجام نے اپنے سو ساتھیوں کی مدد سے تین ہزار بچوں کی مفت حجامت کی۔

طالبان حکومت کی طرف سے ڈیڈ لائن ختم ہونے پر کابل میں عالمی امدادی اداروں نے اپنے دفاتر بند کر دیئے ہیں۔

امریکی سینٹ نے ایک متفقہ قرارداد منظور کی ہے کہ یوگوسلاویہ کا صدر جنگی مجرم ہے۔ مقدمہ چلانے کے لئے امریکہ فوری کارروائی کرے۔ بوسنیا کی جنگ کے دوران اس نے انسانیت کے خلاف مظالم ڈھائے۔ نیز اجتماعی قتل کے خوفناک قتل میں ملوث ہے۔

سربوں نے البانوی نژاد مسلمانوں پر کسوود کے علاقہ میں حملے تیز کر دیئے ہیں۔ ایک دن میں 110 مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔

انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم کی سالانہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ بھارتی فوج سینکڑوں کشمیریوں کو ماورائے عدالت قتل کر چکی ہے۔ خواتین کی جبری آبروریزی کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ ہزاروں افراد جیلوں میں بند پڑے ہیں۔ سیاسی قیدیوں کو طبی امداد بھی فراہم نہیں کی جا رہی ظلم بڑھتا جا رہا ہے۔

بنگلہ دیش میں سیلاب سے مزید تباہی ہوئی ہے۔ مرنے والوں کی تعداد 182 ہو گئی ہے۔ دریائے گومتی نے ضلع کومیلا میں تباہی مچا دی ہے۔ 50 دیہات پانی میں گھرے ہوئے ہیں۔ بہت سی اموات سانپ کے کاٹنے اور تودے گرنے سے ہوئی ہیں۔

بھارتی وزیر دفاع نے کہا ہے کہ سیاچن سے فوج نہیں نکالیں گے۔ کشمیر میں تحریک مزاحمت پر قابو پا لیا ہے۔ دنیا بہت جلد ایٹمی دھماکوں کے بارے میں ہمارے موقف کی تائید کرے گی۔

بھارت نے کہا ہے کہ ویٹو پاور زایٹمی تجربات بند کریں۔ بھارت کو اگر ایٹمی قوت تسلیم کر کے سلامتی کونسل کی مستقل نشست دے دی جائے تو وہ ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی کے سمجھوتوں پر دستخط کرنے کو تیار ہے۔

امریکہ نے کہا ہے کہ آئی ایم ایف محفوظ سرمائے پر چل رہا ہے۔ روس کو بھاری قرضہ دینے سے فنڈ میں سرمایہ کم ہوا۔ کانگریس اپنے واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ملکی خبریں

کراچی کے قلعہ بند علاقوں میں آپریشن شروع کر دیا گیا ہے۔ پولیس اور رینجرز نے کورنگی۔ زمان ٹاؤن اور دیگر علاقوں میں بلڈوزروں کی مدد سے آہنی رکاوٹیں۔ سپیڈ بریکر اور خندقیں صاف کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ درجنوں افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ تاہم کراچی کے مختلف علاقوں میں دہشت گردی۔ اغوا اور تشدد کے واقعات ہوئے۔ ایک نوجوان ہلاک کر دیا گیا۔ اغوا کنندگان نے ایک کروڑ تاوان مانگا تھا۔

پٹرول کی قیمتوں میں 25 فیصد اضافہ کر دیا گیا ہے تاہم وفاقی حکومت نے کرائے بڑھانے والے ٹرانسپورٹروں کے خلاف گرینڈ آپریشن کا حکم دے دیا ہے۔ ایسا کرنے والوں کی گاڑیاں بند' روٹ پرمٹ اور لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے۔

ایس پی کرائمز برانچ فیصل آباد' ایک تھانیدار اور ان کے ڈرائیور کو سانگلہ ہل میں دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ ایس پی' سی آئی اے علی محمد بلوچ سرکاری گاڑی پر گھر سے نکلے تو دو موٹر سائیکل سواروں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایس پی محمد علی کو 18 اور ڈرائیور کو 14 گولیاں لگیں۔ دونوں موقعہ پر ہی دم توڑ گئے۔

ایس پی قتل کیس میں رحیم یار خان میں ایک مذہبی تنظیم کے متعدد کارکن گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

بی بی سی نے حکومت کی جانب سے پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ عالمی اقتصادی پابندیوں نے حکومت کی توقعات سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ وزیر خزانہ سرتاج عزیز کا کہنا ہے کہ آئی ایم ایف کی جانب سے قرضوں کی ادائیگی میں التواء سے اگلے دو تین ماہ کے دوران ملک کے نادہندہ یا جزوی نادہندہ ہونے کا امکان ہے۔ کابینہ نے محصولات میں اضافہ کے لئے پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ کا اقدام اٹھایا ہے۔ تاہم ڈیزل کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سوئس عدالت نے بھی سنگین بے قاعدگی سے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ متعلقہ لوگوں کو مطلع کئے بغیر عوام کو بتا دینا اچھی بات نہیں۔ معلوم نہیں کس کے اکاؤنٹ منجمد ہوئے۔ پاکستانی حکام نے جعلی دستاویزات فراہم کیں۔

پونچھ سیکٹر میں جھڑپوں کے دوران 4- بھارتی فوجی ہلاک اور دو مورچے تباہ کر دیئے گئے۔ بھارت فوج کی مسلسل فائرنگ اور گولہ باری سے 18- افراد شدید زخمی ہو گئے۔ متعدد مکانات تباہ' اور سرحدی دیہاتوں کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔

سوئس عدالت نے محترمہ بے نظیر بھٹو کا ایک کروڑ دس لاکھ روپے مالیتی جیولری سیٹ قبضہ میں لے لیا ہے۔ بے نظیر نے یہ سیٹ لندن میں نقد ادائیگی کر کے خریدا تھا۔

کراچی میں سنی تحریک کے سربراہ وحید قادری کو قتل کر دیا گیا ہے۔ دہشت گردوں کی گولیاں ان کے سر اور سینہ پر لگیں۔ علاقہ بھر میں کشیدگی کی فضا ہے۔ ہزاروں افراد ان کے جنازہ میں شرکت کریں گے۔

مولانا طاہر القادری نے کہا ہے کہ "پٹرول دھماکہ" کر کے حکومت نے عوام کی امنگوں کا دھماکہ کر دیا ہے۔

محکمہ امداد باہمی پنجاب نے نئی کواپریٹو سوسائٹیوں کے اجراء پر پابندی عائد کر دی ہے۔ بوگس سوسائٹیوں کی رجسٹریشن منسوخ کر دی جائے گی۔

سٹیٹ بینک نے بغیر لائسنس غیر ملکی کرنسی خریدنے اور فروخت کرنے والوں سے کہا ہے کہ وہ اگلے ماہ کی 20- تاریخ تک لائسنس بنوالیں۔ مقررہ تاریخ کے بعد بغیر لائسنس غیر ملکی کرنسی کا کاروبار کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی صدر سینیٹر اجمل خٹک نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم کے خلاف جلد تحریک شروع کریں گے۔

دریائے سندھ میں اونچے درجے کا سیلاب ہے۔ کچے کے سینکڑوں دیہات ڈوب گئے ہیں۔ گدو بیراج میں پانی خطرے کے نشان کو کراس کر گیا ہے۔ جہلم اور چناب بھی بپھر گئے ہیں۔ سرگودھا میں فوج طلب کر لی گئی ہے۔ کھڑی فصلیں تباہ ہونے سے لاکھوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔

سابق وفاقی وزیر بجلی و پانی ملک غلام مصطفیٰ کھر نے کہا ہے کہ ایٹمی دھماکہ گلے کا سانپ بن گیا ہے۔ جو ضرور ڈسے گا۔ کالا باغ ڈیم سے پنجاب کو صوبوں کے مقابلے پر کھڑا کر دیا گیا ہے۔ 1971ء جیسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ پولیس پر پابندی سے امن قائم ہو سکتا ہے۔ حکومت نے ملک کو ظالموں کی صف میں شامل کر دیا ہے۔

ایس پی فیصل آباد کے قتل کے بعد متعدد شہروں میں سپاہ صحابہ کے متعدد اراکین کو گرفتار کر لیا گیا ہے ساہیوال میں پولیس مسجد معاویہ میں جا گھسی مکمل تلاشی لی گئی۔ مولانا شفیع قاسمی فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ ایک مدرس گرفتار کر لیا گیا۔ رحیم یار خان۔ میلسی اور گردونواح سے درجنوں کارکن گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

★ طلائی چوڑیوں کی انواع واقسام ورائٹی
• اب آپکی سہولت کیلئے خصوصی ارجنٹ سروس
• صرف 72 گھنٹے میں آرڈر پر سونے کی چوڑیاں تیار کروائیں • ہم ہر ماہ کڑوں اور چوڑیوں کے نت نئے ڈیزائن متعارف کرواتے ہیں۔
نوٹ: ڈیزائنوں کی جانچ کیلئے اوقات کار میں تشریف لا سکتے ہیں۔
☎ دوکان 212337
رہائش 212175
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹرز میاں نسیم احمد طاہر میاں فرید یوسف

دعا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھراء کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھراء
اکسیر اولاد نرینہ (کورس)
زوجام عشق خاص
سونے چاندی کی گولیاں
شباب آور موتی
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

پتہ بیرون

خوشخبری
حضرت حکیم نظام جان کا مشہور دواخانہ
مطب حمید
نے اب سرگودھا میں بھی کام شروع کر دیا ہے
• حکیم صاحب گوجرانوالہ سے ہر ماہ کی 15-16-17 تاریخ کو مطب میں موجود ہوں گے۔
☎ 214338
منیجر مطب حمید 49 ٹیل فیصل آباد روڈ
مدنی ٹاؤن نزد سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ سرگودھا